خواجہ حسن نظامی کی طنز و مزاح نگاری

سید محمد مسعود عالم
لیکچرار اردو
گورنمنٹ ڈگری کالج، شرق پور شریف، شیخوپورہ

HUMOUR AND SATIRE IN
KHAWJA HASAN NIZAMI'S PROSE

Syed Muhammad Masood Alam
Lecturer in Urdu
Government Degree College Sharqpur, Sheikhupura

Abstract

Khawja Hasan Nizami is a great essay writer of Urdu language. He is also known as a humourist of his own style. He has contributed to Urdu literature many of his writings. He is known by his book " Chutkian aur Gudgudian". This article presents an analytical and critical appreciation of Khawja Hasan Nizami's humour and satire. The article also sheds light on some of his techniques he employed in his humourous writings and characteristics of his humour and satire.

Keywords

علامہ قبال، اکبرالہ آبادی، چٹکیاں اور گدگدیاں، جھینگر کا جنازہ، مچھر کا اعلان جنگ، اصلاحی مقصد

خواجہ حسن نظامی (۱۸۷۹ء تا ۱۹۵۵ء) کا اصل نام ''سید علی حسن'' اور عرف ''حسن نظامی'' تھا۔ علامہ اقبال نے خواجہ حسن نظامی لکھنا شروع کیا تو یہ نام مقبولیت حاصل کر گیا۔ خواجہ صاحب ۲/محرم ۱۲۹۶ھ بہ مطابق ۸۰-۱۸۷۹ء کو بستی خواجہ نظام الدین اولیا دہلی میں پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ہی آگے پیچھے والد اور والدہ کا انتقال ہو گیا تو بڑے بھائی سید حسن علی شاہ نے ان کی سرپرستی کی۔(۱) ابتدائی زندگی نہایت عسرت اور تنگ دستی میں بسر ہوئی۔ گزر بسر کے لیے سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ اسی جہد و کاوش نے ان کی صلاحیتوں کو نکھارا سنوارا اور بنایا، غور و تفکر کی عادت پیدا کی اور مشاہدہ تیز ہوا، اسی مشاہدے کو کام میں لا کر انھوں نے نہایت اعلیٰ پائے کے مضامین رقم کیے۔ ابتدائی تعلیم بستی نظام الدین اولیا کے مولانا اسماعیل کاندھلوی، مولانا محمد میاں کاندھلوی اور مولانا محمد یحییٰ جیسے جید علما سے حاصل کی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے مدرسے میں بھی تعلیم حاصل کی۔

خواجہ صاحب وسیع المشرب انسان تھے جس کا بین ثبوت وہ تیرتھ یاترا ہے جو انھوں نے ۰۶-۱۹۰۵ء میں کی۔(۲) خواجہ صاحب بسیار نویس تھے۔ "پیسہ اخبار"، "مخزن" اور رسالہ ''صوفی'' میں انھوں نے برابر مضامین لکھے۔ انھوں نے بلا مبالغہ سیکڑوں کی تعداد میں چھوٹی بڑی کتب تصنیف کیں۔ خواجہ صاحب کا ۱۳/ جولائی ۱۹۵۵ء کو دہلی میں انتقال ہوا اور بستی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا میں تدفین ہوئی۔(۳)

خواجہ حسن نظامی نے گوناگوں موضوعات مثلاً تاریخ، تصوف، سائنسی ایجادات، تعلیم و تربیت، فلسفہ، دعوت اسلام، شخصیت نگاری، سفرنامہ نگاری، تذکرہ نگاری وغیرہ پر خامہ فرسائی کی ہے۔ موضوع خواہ کوئی بھی ہو وہ ہر طرح کے موضوع میں زبان کی چاشنی اور چٹکلوں سے مزاح کا سارنگ پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ جب کبھی مزاح کی چٹکی لیتے ہیں تو عام سے عام بات کو بھی ظرافت آمیز بنا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مظفر حنفی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''خواجہ حسن نظامی کے ہاں طنز و مزاح ان کے متعدد اسالیب تحریر میں سے ایک اسلوب کا نام ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیے تو ان کی تبلیغی اور دینی تصانیف سے لے کر سفرنامے، تقریظ، قلمی چہرے، انشائیے، فکاہیے، روزنامچے حتیٰ کہ کتب عملیات تک میں طنز و مزاح کی کارفرمائی دکھائی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ خواجہ کے مکاتیب بھی اس چاشنی سے آلودہ ملتے ہیں۔ جن عوامل نے خواجہ حسن نظامی کو صاحب طرزِ نثر نگار بنایا ہے ان کا ایک نمایاں جز طنز و مزاح ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ان کی تحریر تبسم زیرِ لب تک ہی لے جاتی ہے ہمیں قہقہہ لگانے پر مجبور نہیں کرتی۔ خواجہ صاحب کا مزاح معمولی سے معمولی مضمون کو دل کش اور پرتاثیر بنا دیتا ہے۔''(۴)

مولانا عبدالماجد دریابادی اپنے مضمون ''البیلا انشائیہ پرداز'' میں خواجہ حسن نظامی کی انشائیہ نگاری کے ایک اہم پہلو کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

''جب چاہیں روتے بسورتے ہوؤں کو ہنسادیں اور جب چاہیں ہنستے کھلکھلاتے ہوؤں کو رلادیں۔''(۵)

خواجہ صاحب خواہ کچھ بھی لکھیں ان کی تحریروں میں طنز ومزاح کی زیریں لہر دیکھی جا سکتی ہے۔اس طنز ومزاح کا مقصد قاری کی مضمون میں دل چسپی قائم رکھنا اور اکتاہٹ سے بچانے کے علاوہ طنز کو ایک مؤثر حربے کے طور پر استعمال کرنا ہے۔مولانا صلاح الدین اپنے مضمون ''حضرت خواجہ حسن نظامی۔ایک صاحبِ طرز انشاپرداز'' میں طنز ومزاح کی اس زیریں لہر کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خواجہ صاحب کے اکثر مضامین میں طنز وظرافت کی جو زیرسطح لہریں پائی جاتی ہیں، بنیادی طور پر وہ ان کی نکتہ آفریں ذہانت اور بلوغ یافتہ حسِ مزاح کے امتزاج کا نتیجہ ہیں۔''(٦)

خواجہ حسن نظامی اپنے ظریفانہ مضامین کا سبب تالیف ''اردو نثر میں مفید ظرافت کا رواج بڑھنا'' بتاتے ہیں:

''جناب اکبر (اکبرالہ آبادی) کی ہم نشینی اور کچھ اس احساس کے سبب کہ نثر اردو میں مفید ظرافت کا رواج بڑھے مجھ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ آورد سے اس میدان میں طبع آزمائی کروں۔غم وسوز کی باتوں پر میں آمد سے لکھتا تھا۔ہنسی مذاق کے لیے آورد کی ضرورت پڑی۔''(۷)

محولہ بالا اقتباس خواجہ صاحب کے افتادِ طبع کو بھی ظاہر کرتا ہے۔غم والم کی تصویر کشی میں جس طرح ان کا قلم رواں ہوتا ہے،اس طرح ظرافت نگاری میں رواں نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب کی ظریفانہ تحریروں میں آمد کی بہ جائے آورد کا احساس ہوتا ہے۔علاوہ ازیں اکبرالہ آبادی کی ہم نشینی کا اثر تھا کہ خواجہ حسن نظامی بھی مغربی تہذیب وتمدن کی کورانہ تقلید کو ناپسند کرتے تھے۔یہ الگ بات ہے کہ ان کے ہاں ناپسندیدگی میں وہ شدت نہ تھی جو کلام اکبر کا خاصہ ہے۔

خواجہ حسن نظامی کی تحریروں میں طنز کی زیریں لہر بھی جاری وساری دکھائی دیتی ہے۔مضمون ''جھینگر کا جنازہ'' میں یونی ورسٹی میں پڑھنے والے ان طالب علموں پر جو سمجھ کر پڑھنے کی بہ جائے محض رٹا لگانے پر اکتفا کرتے ہیں، یوں طنز کیا ہے:

''ایک دن اس مرحوم (جھینگر) کو میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عربی کی فتوحات مکیہ کی ایک جلد میں چھپا بیٹھا ہے۔میں نے کہا کیوں رے شریر تو یہاں کیوں آیا؟اچھل کر بولا ذرا اس کا مطالعہ کرتا تھا۔سبحان اللہ! بھائی کیا خاک مطالعہ کرتے تھے۔بھائی یہ ہم انسانوں کا حصہ ہے۔بولا وہ قرآن نے گدھے

کی مثال دی ہے کہ لوگ کتابیں پڑھ لیتے ہیں مگر نہ ان کو سمجھتے ہیں نہ ان پر عمل کرتے ہیں۔ لہذا وہ بوجھ اٹھانے والے گدھے ہیں۔ جن پر علم وفضل کی کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہے۔......

انسان مثل ایک جھینگر کے ہے جو کتابیں چاٹ لیتے ہیں سمجھتے بوجھتے خاک نہیں۔

یہ جتنی یونی ورسٹیاں ہیں سب میں یہی ہوتا ہے۔ ایک شخص بھی ایسا نہیں ملتا جس نے علم کو علم سمجھ کر پڑھا ہو''۔(۸)

طالب علموں کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کے مظاہرِ فطرت اور اشیا پر غور وفکر نہ کرنے کے عمومی رجحان کو خواجہ صاحب نے متعدد مضامین میں موضوع بنایا ہے اور ہنسی ہنسی میں گہرا طنز کر گئے ہیں۔ مضمون " کھٹکہ " میں لکھتے ہیں:

" آج کل کے خوش باش انسان گراموفون کے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ مگر ان میں کسی کو اس کھٹکہ پر توجہ نہیں ہوتی جس کے طفیل باجے کا کاروبار چلتا ہے۔ حالاں کہ ہر بار سوئی انسان خود ہی بدلتا ہے۔ اگر وہ ادھر توجہ کرے تو اپنے وجود کے کھٹکہ کا حال بھی ایک دن معلوم کرلے۔"(۹)

خواجہ صاحب کی مضمون/ انشائیہ نگاری کا بنیادی مقصد لوگوں کی اصلاح تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر قلم اٹھائیں تان اصلاحی کلمات وفقرات پر ہی ٹوٹتی ہے۔ جیسا کہ محولہ بالا اقتباس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مضمون " مکھی" میں مکھی کی مثال دیتے ہوئے انسان کے خدا کی ذات پر توکل نہ کرنے، عبادت سے دوری اور خود غرضی پر یوں طنز کرتے ہیں:

"متوکل ہے جو مل جائے کھا لیتی ہے۔ دربدر ماری ماری نہیں پھرتی۔

بہت سویرے بیدار ہوتی ہے اور اپنے محبوب انسان کو غافل دیکھنا گوارا نہیں کرسکتی۔ اس لیے سوتے میں بار بار چہرہ پر آتی ہے اور بار بار پر مار کر بھنبھناتی ہے اور زبان حال سے کہتی ہے۔ اٹھ پیارے آدمی یہ وقت خدا کی حمد کا ہے۔..........

شہادت پسند ہے یعنی دانستہ مکڑی کے منہ میں چلی جاتی ہے تا کہ اس کا بھوکا پیٹ بھرے۔.......

یہ صرف مکھی کا ذوق قربانی ہے کہ اپنی ہستی کو مٹا کر دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہے، کاش ہم لوگ بھی مکھی ہی سے جاں نثاری کا سبق سیکھیں اور عشقِ حقیقی کے جالے میں گرفتار ہو کر فنائیت حاصل کریں۔(۱۰)

مضمون "ضرورت ہے ایک پیر کی" میں بھی پیر پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور اللہ پر توکل کرنے کی بہ جائے مخلوق پر توکل کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔

مکھی مچھر جیسی ادنیٰ واسفل حشرات، جن کے صرف نقصان دہ پہلو ہی عوام کی نظروں میں ہوتے ہیں، ان کی زندگی کا باریک بینی سے مطالعہ کر کے اس میں سے بھی حکمت ودانائی اور نصیحت آموزی کے گوہر

نکال لینا خواجہ حسن نظامی ہی کا کمال تھا جس کے موجد بھی وہ خود ہی ہیں اور خاتم بھی۔خواجہ صاحب روزمرہ زندگی اور عام مشاہدے کی وہ چیزیں جنھیں عوام عام طور پر لائق اعتنا نہیں سمجھتے،موضوع بناتے ہیں اور پھر معلومات کے وہ ڈھیر لگا دیتے ہیں اور ایسے ایسے نکتے نکالتے چلے جاتے ہیں کہ قاری ششدر رہ جاتا ہے کہ اس نے کبھی اس پہلو سے تو غور ہی نہیں کیا۔اس حوالے سے "دیا سلائی"، "کھٹکا"، "مکھی"، "الو"، "جھینگر کا جنازہ" اور "مچھر کا اعلان جنگ" وغیرہ اہمیت کے حامل مضامین ہیں۔ان مضامین میں جزئیات نگاری اور حیرت انگیزی کے پہلو بہ طور خاص نمایاں پور دکھائی دیتے ہیں۔ان تمام مضامین میں بھی "جھینگر کا جنازہ" کو جو شہرت اور مقبولیت عام حاصل ہوئی وہ کسی اور مضمون کے حصے میں نہیں آئی۔اس مضمون کا تجزیہ کرتے ہوئے "قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی" نے اس مضمون کی مقبولیت کے اسباب اور محاسن کچھ یوں بیان کیے ہیں:

> "خواجہ صاحب نے جھینگر کی شخصیت میں کسی مصنوعی انداز سے Transformation کی گنجائش نکالنے کی بہ جائے اس کے موجودہ طبعی اور خلقی حدود میں جملہ امکانات کو بڑی باریک بینی اور فن کاری کے ساتھ اپنی بصیرت سے آمیز کرنے کی کوشش کی ہے۔"(۱۱)

خواجہ حسن نظامی کے طنز کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ طنز کسی بھی درجے میں تمسخر، پھبتی، تضحیک یا ہزل کی شکل اختیار نہیں کرتا۔خواجہ صاحب کا طنز، طنز ملیح یا تعریض کا رنگ لیے ہوتا ہے۔وہ اشاروں، کنایوں میں معاشرے کے نامناسب رویے پر طنز کرتے ہیں اور یہ طنز کبھی براہ راست نہیں ہوتا۔

خواجہ حسن نظامی کے اسلوب کی مقصدیت کے عنصر کے حوالے سے ڈاکٹر رؤف پاریکھ یوں رقم طراز ہیں:

> ''خواجہ حسن نظامی کا اسلوب بڑا سادہ اور سلیس ہے۔ان کے مزاح کا بھی یہی انداز ہے۔چوں کہ ان کے مشغلہ تصنیف و تالیف کا مقصد لوگوں کی توجہ اپنی جانب یا اپنے مقصد کی جانب مبذول کرانا اور اصلاح کرنا تھا، لہذا ان کا مزاح بھی اسی سوچ کے تابع ہے۔حسن نظامی نے اصلاحی اور سبق آموز باتوں میں بھی لطیف اور شگفتہ پیرایہ اختیار کیا۔''(۱۲)

رشید احمد صدیقی ''خواجہ حسن نظامی'' کی ظرافت نگاری میں رعایت لفظی اور لفظوں کی الٹ پھیر کی کثرت کو ناپسندیدگی کی نگاہ دیکھنے کے باوجود ان کی ظرافت نگاری کو اپنی مثال آپ قرار دیتے ہیں:

''خواجہ صاحب کی ظرافت اپنی مثال آپ ہے۔اس طرز میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔راقم السطور کو رعایت لفظی اور حروف یا الفاظ کی الٹ پھیر سے طبعاً نفرت ہے۔خواجہ صاحب کے یہاں یہ چیز کثرت سے ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں جہاں خواجہ صاحب مفہوم اور مقصود کو ان لفظی بازی گریوں یا گورکھ دھندے سے محفوظ رکھتے ہیں، وہاں ان کے خیالات نہایت درجہ پرلطف اور اتنے ہی سبق آموز ہوتے ہیں۔خواجہ صاحب کے بعض چٹکلے دوسروں کے پورے ظریفانہ مضامین پر بھاری ہوتے ہیں۔خواجہ صاحب کی سہل اور

سادہ اورمزے دار اردو بہ جائے خود لطیفہ ہوتی ہے چہ جائے کہ اس میں ظرافت اور خوش طبعی کی بھی چاشنی رکھ دی جائے۔'' (۱۳)

خواجہ حسن نظامی کی ادبی حیثیت کئی لحاظ سے مسلمہ ہے جس میں طنزومزاح بھی شامل ہے۔ طنزومزاح خواجہ صاحب کی تمام نثری تحریروں خواہ وہ مذہبی ہوں یا ادبی، میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ یہ طنزومزاح اصل میں خواجہ صاحب کے نثری اسلوب کا ایک حصہ ہے۔ یہ اسلوب خواجہ صاحب کے معمولی سے معمولی مضامین کو بھی پر تاثیر بنا دیتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا، خواجہ حسن نظامی کی لطیف نثر میں رعایت لفظی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''چٹکیاں اور گدگدیاں'' میں جو چیز سب سے زیادہ کھٹکتی ہے وہ رعایت لفظی کا ضرورت سے زیادہ استعمال ہے۔ بے شک کہیں کہیں خواجہ صاحب نے اپنی لفظی صنعت گری کے طفیل مزاحیہ نکتے بھی پیدا کیے ہیں۔ تاہم مجموعی طور پر ان کی ظرافت کو، اس سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔'' (۱۴)

خواجہ حسن نظامی کی شگفتہ تحریروں میں رعایت لفظی کو کچھ زیادہ ہی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر وزیر آغا اور رشید احمد صدیقی کی آرا سے ظاہر ہے۔ حالاں کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خواجہ صاحب نے اپنی تحریروں میں رعایت لفظی کو کام میں ہی نہیں لاتے لیکن ایسا بھی نہیں کہ ان کی شگفتہ تحریریں صرف رعایت لفظی ہی سے مملو ہیں یا وہ صرف رعایت لفظی ہی سے مزاح پیدا کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کے اسلوب مزاح میں جو خصوصیت نمایاں ہے وہ بات سے بات نکال کے مختلف چیزوں اور انسانی رویوں پر طنز کرنا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک، خواجہ حسن نظامی کی ظرافت نگاری کے خصائص یوں بیان کرتے ہیں:

"خواجہ حسن نظامی کی تحریر دو انتہائیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ایک طرف تو وہ اُجڑے دلی کی کہانیاں سنا سنا کر قارئین کو رلاتے ہیں اور دوسری جانب معمولی معمولی چیزوں کے متعلق عبارت آرائی کر کے ہمیں ہنساتے ہیں۔ ناقدین کا خیال ہے کہ وہ ہنسانے کی نسبت رلانے میں زیادہ کامیاب ہیں۔ ان کے لکھنے کا عمومی انداز یہ ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے موضوعات مثلاً مچھر، جھینگر، چڑیا چڑا، ڈکار اور ساربان وغیرہ کے گرد الفاظ و خیالات کا تانا بانا بنتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے ہاں بات سے بات نکال کے مختلف چیزوں پر طنز کرنے کا رجحان بھی عام ہے۔'' (۱۵)

خواجہ صاحب بات سے بات نکالنے کا ہنر بھی خوب جانتے ہیں۔ ساتھ ساتھ لطیف نکتے بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ مضمون ''مچھر کا اعلانِ جنگ'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو: ''انسان کہتا ہے کہ مچھر بڑا کم

ذات ہے۔کوڑے کرکٹ،میل کچیل سے پیدا ہوتا اور گندی موریوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور بزدلی دیکھو اس وقت حملہ کرتا ہے جب کہ ہم سو جاتے ہیں۔سوتے پر وار کرنا، بے خبر کے چر کے لگانا مردانگی نہیں۔انتہا درجے کی کمینگی ہے۔

مچھر کی سنو تو وہ بھی آدمی کو کھری کھری سناتا ہے اور کہتا ہے کہ جناب ہمت ہے تو مقابلہ کیجیے۔ذات صفات نہ دیکھیے۔

یہ الزام سراسر غلط ہے کے بے خبری میں آتا ہوں اور سوتے میں ستاتا ہوں۔یہ تو تم اپنی عادت کے موافق سراسر ناانصافی کرتے ہو۔حضرت میں تو کان میں آکر الٹی میٹم دے دیتا ہوں کہ ہوش یار ہو جاؤ اب حملہ ہوتا ہے۔تم ہی غافل رہو تو میرا کیا قصور۔''(۱۶)

خواجہ صاحب کے انشائیوں اور مضامین کو مقبولیت عام اور بقائے دوام حاصل ہونے کی ایک بڑی وجہ سادہ، سلیس اور عام فہم زبان کا استعمال ہے۔کیوں کہ ان کے عقیدت مندوں میں ہر طبقے اور مزاج کے لوگ تھے اس لیے انھوں نہ صرف سادہ گوئی اختیار کی بل کہ فلسفیانہ موشگافیوں سے بھی گریز کیا ہے۔یہی وصف ان کی مزاح نگاری کو بھی مقبولیت بخشتا ہے۔خواجہ صاحب کے ہاں پائی جانے والی سادگی وسلاست کے حوالے سے ڈاکٹر محمد طاہر لکھتے ہیں:

> "خواجہ حسن نظامی کی زبان میں سادگی، سلاست اور روانی ملتی ہے۔تاہم لہجہ بے کیف اور سپاٹ نہیں ہونے دیتے۔وہ رعایت لفظی اور الفاظ کے الٹ پھیر سے بھی خوب کام لیتے ہیں اور قاری کو لطف اندوزی کا پورا پورا موقع فراہم کرتے ہیں۔"(۱۷)

الغرض خواجہ حسن نظامی نے دنیا کی ہر اچھی بری، چھوٹی بڑی چیز کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا اور گہرے غور وتفکر کے بعد حاصل مطالعہ احاطۂ قلم میں لاکر قارئین کی نذر کر دیا تاکہ وہ بھی غور وفکر کے عادی بنیں اور اپنی اصلاح کر سکیں۔ان کی نگاہ دوررس اور مشاہدہ عمیق تھا۔یہی وجہ تھی کہ انھیں کسی خاص موضوع کی تلاش میں سرگرداں رہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔وہ عام سے عام موضوع پر بھی بے تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں اور اپنے دعوی کے ثبوت میں وہ وہ دلائل ومنطق اور تاویلات پیش کرتے ہیں کہ اگر "گلاب تمھارا کیکر ہمارا" میں کیکر کی تعریف میں رطب اللساں ہوں تو قاری کو ناچار ان کا ہم نوا بننا ہی پڑتا ہے۔قاری جوں جوں ان کے مضامین کا مطالعہ کرتا جاتا ہے اس پر ان کی وسعت علمی اور ژرف نگاہی کے اسرار کھلتے چلے جاتے ہیں۔طنز ومزاح کی چاشنی نے ان کے مضامین کو ایک نوع کی دل کشی عطا کر دی ہے۔وہ اپنے رنگ کے جدا انشائیہ پرداز تھے جس میں کوئی ان کا ثانی نہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) مہدی نظامی۔"حضرت خواجہ حسن نظامی-ذاتی اور خاندانی حالات"، مرتب۔خواجہ حسن ثانی نظامی۔مشمولہ خواجہ حسن نظامی: حیات اور کارنامے، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء،ص ۹۰

(۲) محمد عبداللہ قریشی۔"علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی"، مرتب۔خواجہ حسن ثانی نظامی۔مشمولہ خواجہ حسن نظامی: حیات اور کارنامے، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء،ص ۱۴۷

(۳) مہدی نظامی۔"حضرت خواجہ حسن نظامی-ذاتی اور خاندانی حالات"، مرتب۔خواجہ حسن ثانی نظامی۔مشمولہ خواجہ حسن نظامی: حیات اور کارنامے، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء،ص ۹۵

(۴) مظفر حنفی۔مقدمہ،مرتب۔مظفر حنفی۔ آزادی کے بعد دہلی میں اردو طنزو مزاح،دہلی:اردو اکادمی،۱۹۹۰ء،ص ۱۹تا ۲۰

(۵) عبدالماجد دریابادی،مولانا۔'' البیلا انشائیہ پرداز ''،مرتب۔خواجہ حسن ثانی نظامی۔مشمولہ خواجہ حسن نظامی: حیات اور کارنامے، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء،ص ۱۸۷

(۶) صلاح الدین،مولانا۔'' حضرت خواجہ حسن نظامی-ایک صاحبِ طرز انشا پرداز''مرتب۔خواجہ حسن ثانی نظامی۔مشمولہ خواجہ حسن نظامی: حیات اور کارنامے، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء،ص ۱۹۸

(۷) حسن نظامی،خواجہ۔ چٹکیاں اور گدگدیاں۔دہلی: درویش پریس، ۱۹۱۷ء،ص ۵

(۸) ایضاً،ص ۸۸تا ۸۹

(۹) حسن نظامی،خواجہ۔سی پارۂ دل (حصہ اول)۔اشاعت نہم۔نئی دلی: خواجہ اولاد گھر۔۱۹۶۵ء،ص ۱۶۶

(۱۰) ایضاً،ص ۱۸۴تا ۱۸۵

(۱۱) عبیدالرحمٰن،قاضی،ہاشمی۔"خواجہ حسن نظامی بحیثیت طنزومزاح نگار"۔رسالہ جامعہ (جامعہ اسلامیہ دہلی)،جلد نمبر ۹۷،شمارہ ۴-۶،اپریل تا جون ۲۰۰۰ء،ص ۱۶۰

(۱۲) رؤف پاریکھ،ڈاکٹر۔اردو نثر میں مزاح نگاری کا سیاسی اور سماجی پس منظر۔اشاعت اول۔کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان۔۱۹۹۶ء،ص ۱۸۰تا ۱۸۱

(۱۳) رشید احمد صدیقی،طنزیات و مضحکات۔لاہور: آئینۂ ادب۔۱۹۶۶ء،ص ۱۸۸تا ۱۸۹

(۱۴) وزیر آغا،ڈاکٹر،اردو ادب میں طنزومزاح۔اشاعت سوم۔لاہور: مکتبہ عالیہ۔۱۹۷۷ء،ص ۱۷۲تا ۱۷۳

(۱۵) ڈاکٹر اشفاق احمد ورک،اردو نثر میں طنزومزاح۔لاہور: بیت الحکمت۔۲۰۰۴ء،ص ۱۰۲تا ۱۰۳

(۱۶) حسن نظامی،خواجہ۔مچھر کا اعلانِ جنگ۔اشاعت دوم۔دہلی: حلقۃ المشائخ روز بازار سٹیم پریس۔ص ۵تا ۶

(۱۷) محمد طاہر،ڈاکٹر۔مشتاق احمد یوسفی کی ادبی خدمات۔اعظم گڑھ (انڈیا): شبلی نیشنل پوسٹ گریجوایٹ کالج۔۲۰۰۳ء،ص ۶۶تا ۶۷